درسِ حدیث

تفکّر

ریاض الحق

عن أبی یعلی شداد بن أوس رضی اللّٰہُ عنہُ عَنِ النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نفسہٗ وعَمِلَ لِمَا بعدالموتِ والعاجزمن أتبعَ نفسہٗ ھَوَاھَا وتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ الاَمَانِیَّ (رواہ الترمذی-)

ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انھوں نے کہا کہ عاقل (عقلمند) وہ ہے جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا اور اس حالت کیلئے عمل کیا جو موت کے بعد آنے والی ہے۔ اور عاجز (بے بس) وہ ہے جس نے اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کی۔ اور اللہ کے بارے میں جھوٹی اُمیدیں قائم کیں۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

اِنَّمَآ اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَۃٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰہِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَکَّرُوْا (سورۃ سبا آیت ۴۶)

میں تو ایک ہی نصیحت کرتا ہوں تم کو کہ اُٹھ کھڑے ہو اللہ کے کام پر دو دو اور ایک ایک پھر دھیان کرو۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورۃ آل عمران آیت ۱۹۰،۱۹۱)

آسمان اور زمین کا بنانا، رات اور دن کا بدلتے آنا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کیلئے جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پہلو پر لیٹے اور دھیان کرتے ہیں زمین اور آسمان کی پیدائش میں (کہتے ہیں) اے رب ہمارے! تو نے یہ بیکار نہیں بنایا تو پاک ہے عیب سے۔

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ؀ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ؀ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ؀ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ؀ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ (سورۃ غاشیہ آیت ۱۷ تا ۲۱)	بھلا کیا نہیں نگاہ کرتے اونٹوں پر کیسے بنائے ہیں؟ اور آسمان پر کیسا بلند کیا ہے اور پہاڑوں پر کیسے کھڑے کیے ہیں اور زمین پر کیسے صاف بچھائی ہے۔ سو آپ سمجھائیے۔ آپ کا کام یہی ہے سمجھانا۔
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا ۔ (سورۃ القتال آیت ۱۰)	کیا پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھیں۔

دنیا میں انسان کے صحیح طرزِ عمل کا بڑا دارومدار تفکر پر ہے۔ اللہ نے انسان کو عقل، سوچ اور غور و فکر جیسے قوای اور خاصیتوں سے نوازا ہے جو اس کو حیوان سے ممیز کرتے ہیں اور اس کو فطرت کی راہ پر چلنے میں مدد دیتے ہیں۔

مختصر الفاظ میں یہ تفکر ہے اللہ کی عظیم مخلوقات میں فناء الدنیا میں احوال آخرت میں اور اپنے نفس میں۔

مذکورہ بالا حدیث میں جو بات سب سے زیادہ نمایاں کی گئی ہے وہ یہ کہ انسان عقل مند اس وقت کہلا سکتا ہے جب وہ اپنے نفس پر غور و فکر کرے اس کی کمزوریوں اور اس کی صلاحیتوں کا پتہ چلائے۔ اس کے حملوں اور خطرات سے بچے اور اس کی قوتوں کو بروئے کار لاکر اپنے بھلے کے لیے استعمال کرے چنانچہ مقولہ ہے کہ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ" جس نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اور جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس نے لازماً اپنی زندگی کا مقصد حاصل کر لیا۔

اللہ نے انسان کو جو عقل و فکر کی قوتیں عطا کی ہیں انہیں کے بارے میں اس کو سب سے زیادہ تاکید کی ہے کہ وہ تفکر کرے۔

"كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ" اسی طرح ہم کھولتے ہیں اپنی آیات ان لوگوں کے لیے جو تفکر کریں۔ قرآن مجید کا ایک خاص وصف ہے کہ وہ جب اسلام، ایمان اور اللہ کی بندگی کی دعوت دیتا ہے تو اس میں صرف ایک حکم دینے کا روکھا انداز نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ دلیل عقل سے لائی جاتی ہے۔

کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مذہب ایک ایسا معاملہ ہے جس کو عقل سے بہت تھوڑا

تعلق ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات سے اس بات کی قطعاً تردید ہوتی ہے۔ قرآن نے انسان کی ہدایت کے لیے سب سے بڑا ذریعہ عقل اور تفکر کو بتایا ہے۔ گویا کہ دین عقل اور فکر کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ جگہ جگہ فکر و نظر کو Appeal کیا گیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ مندرجہ بالا آیات میں سب سے پہلی آیت میں اللہ نے گویا آخری فیصلہ غور و فکر پر چھوڑا۔ کہ اے لوگو! میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم اکیلے اکیلے یا دو دو ہو کر غور و فکر کرو اور اپنے دل کا فیصلہ سناؤ کہ کیا یہی بات درست ہے جو تم اپنی زبانوں سے کہہ رہے ہو۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں اور رات دن کے الٹ پھیر میں عقلمند لوگوں کے لیے آیات ہیں، نشانیاں ہیں۔ یہ نشانیاں ہیں اللہ کو پہچاننے کی، اس کا قرب اور رضا حاصل کرنے کی، اس کی بندگی کو اپنے اوپر لازم کرنے کی، اور اس میں استقامت حاصل کرنے کی۔ گویا کہ ایمان حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے اللہ کی آیات پر تفکر اور غور و فکر پھر اس ایمان میں اضافے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے تفکر۔ معرفت خداوندی کے نشانات ذرے ذرے میں بکھرے پڑے ہیں لیکن ان کو دیکھ کر خدا کو پہچاننے کے لیے ضروری ہے تفکر۔ تذکیر بآیات اللہ ایک بہت بڑی یاد دہانی ہے جو غور و فکر سے مکمل ہوتی ہے۔

یہاں ہمارے لیے عمل پہلو یہ ہے کہ ہم اپنے نفس، کائنات، اللہ کی آیات، زندگی کی حقیقت، اور آخرت کے متعلق تفکر کا رویہ اختیار کریں۔ اسی سے انسان اپنا نصب العین متعین کرے گا اور صحیح راہ پر آجائے گا۔ اگر عقل استعمال نہیں کرنا اور فکر نہیں ہے تو کوئی آیت اور کوئی حقیقت نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی بلکہ بے فائدہ ہوگی۔

یہ اونٹ، یہ آسمان، یہ پہاڑ اور یہ زمین سب یاد دہانی کروا رہے ہیں لیکن ان کی یاد دہانی اس وقت فائدہ دے گی جب انسان کے پاس بصیرت ہوگی۔ اضافۂ ایمان، اللہ کو پہچاننا، اس کی بندگی اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے سلسلۂ کون و مکان اور مظاہر قدرت میں غور و فکر اور تفکر ضروری ہے۔